Lesson 4: Yunus (Ayaat 53- 74): Day 14

سُوۡرَةُ یُونس کی تفسیر

قُلۡ اَرَءَيۡتُمۡ مَّاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ لَـكُمۡ مِّنۡ رِّزۡقٍ فَجَعَلۡتُمۡ مِّنۡهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلۡ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَـكُمۡ اَمۡ عَلَى اللّٰهِ تَفۡتَرُوۡنَ ﴿۵۹﴾

اے نبیؐ، ان سے کہو "تم لوگوں نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ جو رزق اللہ نے تمہارے لیے اتارا تھا اس میں سے تم نے خود ہی کسی کو حرام اور کسی کو حلال ٹھیرا لیا!" اِن سے پوچھو، اللہ نے تم کو اس کی اجازت دی تھی؟ یا تم اللہ پر افترا کر رہے ہو؟

اَرَءَیۡتُمۡ۔ یہ لفظ اس آیت میں بار بار آرہا ہے۔ اور اس سے انسان سوچ میں پڑ جاتا ہے کہ میرے ہی سے بات کی جارہی ہے۔ مکہ والے شرک کرتے تھے اور اُنکا شرک خاص طور پہ جانوروں کو اللہ تعالیٰ کے نام پہ چھوڑ دینا اور کسی کو اس وجہ سے حرام قرار دے دینا کہ اس سے دس بچے ہو گئے۔ یہ وہی بات ہے جو ہم پیچھے سورۃ مائدہ کے شروع میں پڑھ چکے ہیں۔ سورۃ انعام میں بھی اسکا ذکر ہے۔ تو کھانے پینے کے معاملات میں خود سے باتیں بنانے والوں کو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ تم خود ہی حلال اور حرام بنا لیتے ہو۔ سورۃ الانعام میں اسکی تفسیر گزر چکی ہے کہ جن کو لوگ اپنی مرضی سے حرام یا حلال قرار دیتے تھے، سورۃ مائدہ میں بھی ہم نے مشرکینِ مکہ کی خود ساختہ شریعت کا تذکرہ پڑھا۔ وہی بات یہاں دوبارہ دُہرائی جارہی ہے۔ خلاصہ کیا ہے کہ "حرام یا حلال کے معاملے میں اللہ کے حکموں کو مان جاو" یہ میرا اور آپکا کام نہیں ہے کہ حلال کو حرام یا حرام کو حلال کہیں۔ اب اللہ نے سُوٗر کو حرام قرار دیا ہے تو اسکا یہ مطلب نہیں کہ اللہ کو سُوٗر سے نفرت ہے اور بکری کو حلال کہا تو بکری سے پیار ہے بلکہ اللہ کو پتہ ہے کہ ہمارے لیے کیا چیز بہتر ہے اور کیا بہتر نہیں ہے۔ جب بھی یہ آیتیں پڑھیں تو ذہن

میں کچھ خیال آجاتے ہیں کہ یہ چیز تو میں بالکل نہیں کھاتی، یہ تو میں کھا ہی نہیں سکتی۔نہ کھائیں لیکن اُسکا حرام نہ قرار دیں۔چاہے چکھنے کے لیے یا کسی کا دل رکھنے کے لیئے ضرور تھوڑا لیں۔اللہ سبحانہ و تعالیٰ کہتے ہیں کہ تم صرف اللہ کے حکموں پہ رہو۔حلال اور حرام صرف کھانے پینے کی چیزوں میں نہیں ہوتا۔بلکہ جینے میں، خوشیوں میں ان باتوں کا دھیان رکھنا چاہیئے۔تین صحابہ کی بات جو کہ بہت مشہور ہے آپ نے سُنی ہو گی کہ ایک نے کہا کہ میں ساری رات سوؤں گا نہیں صرف عبادت کروں گا، دوسرے نے کہا شادی نہیں کروں گا، بیوی بچوں میں پڑ کے دین چھُٹ جاتا ہے اور تیسرے نے روزے کی بات کی۔تو جب یہ بات اللہ کے نبیؐ تک پہنچی تو آپؐ نے اُن کو منع کیا کہ میں یہ سب کام بھی کرتا ہوں اور اللہ کو بھی یاد کرتا ہوں۔جس نے میرے دین میری عبادت کو کم سمجھا، اُس نے زیادتی کی۔ہم کیا کرتے ہیں بعض دفعہ دین کے نام پہ سخت ہو جاتے ہیں۔دین کے نام پہ دنیا کو بالکل چھوڑ دیتے ہیں۔قرآن پڑھنے لگیں تو پھر ہر وقت قرآن، قرآن، یہ ٹیسٹ، یہ کلاس تو پھر دوسروں کے بارے میں دل میں بغض آنے لگتا ہے۔ایسا کبھی نہ کریں۔ڈاکٹرز اگر مریضوں سے پیچھے ہٹنے لگیں تو پھر اُن کا علاج کون کرے گا۔

کرنا کیا ہے؟ بیلنس رکھیئے۔نبی کریمؐ اتنے مصروف انسان تھے، آپ اُن کی بیویوں کو کبھی شکوہ کرتے ہوئے نہیں پائیں گے کہ ہمیں وقت نہیں دیتے، ہمارا حال نہیں پوچھتے۔اپنی زندگی کو آرگنائز کرتے جائیں۔اپنے رشتہ داروں کو ملنا چاہتے ہیں، ضرور ملیئے، اُن کو کھانے پہ بُلائیں۔ضروری نہیں کہ دس کھانے بنائیں۔سادہ کھانا بنالیں۔تکلفات کو زندگی سے نکال کے اگر ہم بیلنس رویہ رکھیں تو سب کچھ ٹھیک رہتا ہے۔آپ کے پاس ویک اینڈ ہوتا ہے۔اُسے استعمال کریں۔ہر چیز کو بیلنس رکھیں۔اس

سے مُراد کوئی گناہوں میں شرکت کی بات نہیں کر رہی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے حکمت مانگیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حکمت عطا کرے۔ اس کلاس کو اپنے وقت کے ساتھ جوڑیں۔ یہ نہ ہو کہ کلاس تو چار گھنٹے کی ہے، ہفتے میں چار دن کی لیکن آپ کی پوری زندگی پہ پھیلی ہے۔ آپ نے پورے خاندان کو پریشان کیا ہوا ہے۔ کرنا کرانا پھر کچھ نہیں بس ایک شور پڑا ہوا ہے کہ ہم قرآن پڑھتے ہیں۔ ہمیشہ بیلنس رکھیں۔ اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آپ اُس کام میں خوش رہتے ہیں۔ آپ جو بھی کام کر رہے ہیں اُس وقت صرف وہی کام کریں، آپ خوش رہیں گے اور اگر کام کوئی کر رہے ہیں، سوچ کچھ اور رہے ہیں تو پھر خوش نہیں رہ سکتے۔ آگے ایسے لوگوں کو کہا جا رہا ہے کہ یہ اللہ پہ جھوٹ باندھتے ہیں۔ تو اللہ کا نام لے کے کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیئے جو کسی کو اللہ کے دین سے دور کر دے۔

وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَھُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٦٠﴾

جو لوگ اللہ پر یہ جھوٹا افترا باندھتے ہیں ان کا کیا گمان ہے کہ قیامت کے روز ان سے کیا معاملہ ہو گا؟ اللہ تو لوگوں پر مہربانی کی نظر رکھتا ہے مگر اکثر انسان ایسے ہیں جو شکر نہیں کرتے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ جتنی مرضی مستیاں، نافرمانیاں کرو، تم دیکھو کہ قیامت کے دن تمہارے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ یہاں اللہ کے فضل کی بات کیوں آئی؟ تو لوگ اللہ کی اتنی نافرمانیاں کرتے ہیں تو پھر بھی اللہ اُنہیں دنیا میں بھی کھلاتا پلاتا ہے اور آخرت میں بھی۔ پیچھے 'قرآن' کو فضل کہا گیا تھا۔ یہاں فضل والی بات آگئی کہ اللہ نے یہ کتاب نازل کر کے لوگوں پر اپنی رحمت کی ہے لیکن اکثر لوگ اس کی قدر نہیں کرتے۔ اب آیت 61 سے 70 میں کچھ ایسی باتیں ہیں کہ اللہ کے نبیﷺ کی

ذات کو بنیاد بنا کر توحید کی کچھ چیزیں سکھائی گئیں اور پھر اسی میں ولائیت کا ذکر بھی آئے گا۔ ترجمے کے اعتبار سے مشکل آیت ہے اس لیئے ٹکڑوں میں پڑھیں گے۔

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَّمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٦١﴾

اے نبیؐ، تم جس حال میں بھی ہوتے ہو اور قرآن میں سے جو کچھ بھی سُناتے ہو، اور لوگو، تم بھی جو کچھ کرتے ہو اُس سب کے دوران میں ہم تم کو دیکھتے رہتے ہیں کوئی ذرہ برابر چیز آسمان اور زمین میں ایسی نہیں ہے، نہ چھوٹی نہ بڑی، جو تیرے رب کی نظر سے پوشیدہ ہو اور ایک صاف دفتر میں درج نہ ہو

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ اللہ تعالیٰ ڈائریکٹ نبیؐ سے خطاب کر رہے ہیں کہ آپؐ کی جو بھی حالت ہو ہم اُسے جانتے ہیں۔ نبیؐ کی کیا کیفیت ہے، وہ جب اپنے لوگوں کو قرآن پڑھا رہے ہوتے ہیں، اور مسلمانو! جو کام تم کرتے ہو ہم ہر وقت موجود ہوتے ہیں۔ یہاں اللہ کے موجود ہونے کا احساس ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ یہاں یہ بتا رہے ہیں کی دین کے کام کے راستے میں جو بھی مشکل آتی ہے اے نبیؐ ہمیں اس کی خوب خبر ہے۔ کیوں کہ مکہ میں دس سال اسلام کی کوششیں چل رہی تھیں۔ بارہ سال ہو گئے لیکن کوئی خاطر خواہ نتائج نہیں نکل رہے۔ مخالفتیں بڑھتی جا رہی ہیں، اب دشمنیوں پہ آ گئے۔ اللہ کے نبیؐ اور صحابہ کو مکہ میں بہت سارے کام اکٹھے کرنے پڑ رہے تھے۔ کیا کام تھے

1۔ مسلسل مخالفتیں برداشت کر رہے تھے

2۔ حق پر ڈٹنا اور اُسکی قیمت پہ کوڑے کھانا

3۔ اللہ کے نبی ؐ کو اِن تھک کام کرنا پڑتا تھا لیکن نتیجہ صفر۔ اگر محنت کے بعد نتیجہ اچھا مل جائے تو تھکن نہیں ہوتی لیکن اگر اتنی محنت کے بعد بھی کوئی نتیجہ نظر نہ آئے تو انسان تھکنے لگتا ہے۔ تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ خوشخبریاں دیتے ہیں کہ کیوں فکر کرتے ہو، ہم ہیں نہ دیکھنے والے۔ آپ لوگوں کی خاطر تھوڑی کر رہے ہیں، ہم سب جانتے ہیں۔ آپ کے قرآن پڑھانے کے بعد جب یہ اُسے جھٹلاتے ہیں تو آپ ؐ کے دل کی جو کیفیت ہوتی ہے، وہ ہم جانتے ہیں اِذۡ تُفِيۡضُوۡنَ فِيۡهِ‌ؕ کہ آپ ؐ اسے شروع کرتے ہیں۔ ایک عجیب خوشی ہے اس انداز میں۔ آپ دیکھیں کہ آیت کے شروع میں واحد کا صیغہ ہے۔ نبی کو کہا تَكُوۡنُ پھر تَتۡلُوۡا لیکن آخری حصے میں تَعۡمَلُوۡنَ جمع کا آگیا تو پتہ کیا چلا کہ مسلمان جس حال میں بھی ہو گا اُسے اللہ کے دین کو پھیلانے کے راستے میں کوئی مشکل بھی آتی ہے، کوئی دل دُکھا دیتا ہے، کوئی بات کر دیتا ہے، نقصان دیتا ہے، فکر نہ کرو اللہ اُسکا بہترین بدلہ دے گا۔ خوشخبریاں اللہ کے نبی کے لیئے ہیں کہ آپ قرآن پڑھتے پڑھاتے ہیں ہم آپ ؐ کو اوپر سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ یہ آپ ؐ کو سُننے نہیں آتے تو نہ آئیں۔ ہم سُن رہے ہوتے ہیں اور مسلمانوں کو بھی بتا دیا کہ تم جو بھی بھلائیاں کر رہے ہو۔ اسلام کو اسٹیبلش کرنے میں جو بھی قربانیاں دے رہے ہو، ہم ایک ایک چیز لکھ رہے ہیں اور تمہارے ایک ایک عمل کے گواہ اور قدردان ہیں۔ ہم اپنے بندوں سے دور نہیں ہیں۔

حقیقت ہے کہ اگر ایک انسان کا یہ عقیدہ بن جائے تو اُس کے دل سے نفاق جڑوں سے نکل جائے کہ جب میرا رب سب کچھ دیکھ رہا ہے تو میں کیوں نہ دین کے کام کروں۔ ہم دین کے کام کرتے ہوئے

کب تھکتے ہیں جب مخالفت ہوتی ہے یا دوسرے ہمارا ساتھ نہیں دیتے۔ دین نہ بھی چھوڑیں نا تو اخلاق ضرور چھوڑ دیتے ہیں۔

دین پر مسلسل جمے رہنا۔ کسی کو آپ دین کی دعوت دیتے ہیں وہ آپ سے بدتمیزی بھی کر رہے ہیں، کچھ بھی کر رہے ہیں آپ نے کسی حال میں اخلاق کا دامن نہیں چھوڑنا۔ آپ اُن سے یک طرفہ پیار کریں۔ وہ آپ سے نہیں ملتے، آپ اُن سے ملیں۔ وہ آپ سے بات نہیں کرتے، آپ اُن سے بات کریں۔ آپ محسوس کریں گے کہ آپ کا اخلاق اُنہیں واپس لے کے آئے گا۔

علامہ اقبال نے یونہی نہیں کہا تھا: محبت فاتحِ عالم۔ محبت دنیا کو فتح کر لیتی ہے لیکن ہم اپنی غلط باتوں اور منفی رویوں سے بعض دفعہ دوسروں کو پیچھے کر دیتے ہیں۔

تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کہہ رہے ہیں جسکو اللہ سے اجر لینا ہے تو اُسے ضرور اجر ملے گا۔ کوئی بندہ آپکو خوش کرتا ہے تو آپ خوش ہو جاتے ہیں تو یہ معاملہ ختم ہو گیا لیکن ایک بندہ آپکو دُکھ دیتا ہے آپ اُس پہ خوش ہو جائیں تو یہ معاملہ کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے۔ آپ کا معاملہ اب اللہ پہ چلا گیا کیوں کہ آپ اُس تکلیف پہ خوش ہو رہے ہیں۔ یاد رکھیئے جب آپ دین سے جُڑ جاتے ہیں اور آپ کب دین کے ساتھ جُڑتے ہیں جس دن آپ کی نسبت اللہ کے قرآن کو سیکھنے، سکھانے کے ساتھ لگتی ہے۔ سب مسلمان ہیں، سبھی قرآن والے ہیں لیکن اللہ کے نبی کی ایک بڑی پیاری روایت ہے "آپؐ نے فرمایا کہ کچھ لوگ دنیا میں ایسے ہیں جو اللہ کے گھر والے ہیں۔ اللہ کے اہلِ عیال میں سے ہیں۔ لوگ بڑے حیران ہوئے کہ اللہ کے نبیؐ اللہ نے نہ کسی کو پیدا کیا۔ قُل ھُوَاللّٰہ اَحد سوچ لیں، تو دنیا میں اللہ کے گھر والے کون لوگ ہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ وہ قرآن والے ہیں۔ وہ اللہ کے خاص لوگ ہیں۔ امام بخاری

نے "خاصۃ اللہ میں قرآن سیکھنے، سکھانے والوں کو لیا۔ بخاری کی روایت ہے۔ تم میں بہترین وہ ہیں جو قرآن سیکھتے اور سکھاتے ہیں۔

جب عرش سے یہ پیغام آرہے ہیں کہ قرآن والا بندہ وہ ہوتا ہے جو قرآن کے پیغام کو بھی سمجھے۔ جسکا اخلاق اعلیٰ ہو۔ پھر وہ لوگوں کو قرآن سے جوڑے تو اُس کا ہر عمل لوگوں کو دِکھتا ہے۔

وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔ اس آیت کو دیکھیں کہ اللہ کو سب پتہ ہے وہ تو تمہاری نیتوں کو بھی جانتا ہے۔ تمہاری نیتوں کی حفاظت کرتا ہے۔ تمہارے ایک ایک ذرے کی حفاظت کرتا ہے۔ تم آج نیکیوں کے چھوٹے چھوٹے بیج لگا رہے ہو کہ، کل تمہیں جنت میں بڑے بڑے باغ ملیں گے۔ تم جو کر رہے ہو اللہ کے لیئے کر رہے ہو۔ اللہ تسلیاں دے رہے ہیں اور سوچیں کہ جب اللہ کے نبیؐ پر یہ آیتیں اُترتی ہونگی اُنکے دِل کی کیا حالت ہو گی۔ ہم نے تو دین کی وہ تکلیفیں سہی ہی نہیں اور نہ ہمارے وہ ایمان ہیں۔ اور اللہ ہم پہ وہ مشکلیں نہ ڈالے جو پہلوں پہ ڈلیں۔ پھر فرمایا؛

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ ہم تو کہتے ہیں اے اللہ ہم پہ وہ بوجھ نہ ڈالنا جو ہم سے پہلے والوں پہ ڈالا۔

تو اس بات کا خلاصہ کیا ہے کہ جب اللہ کے لیئے کوئی نیکی کرتے ہیں تو نہ تو لوگوں کی باتوں سے اُسے چھوڑتے ہیں اور نہ لوگوں کی تعریفوں سے اُسے کرتے ہیں۔ پھر آپ ولی بنتے ہیں۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۚ ﴿٦٢﴾

سن رکھو کہ جو خدا کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمناک ہوں گے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾ (یعنی) جو لوگ ایمان لائے اور پرہیز گار رہے ۔

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

﴿٦٤﴾ ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی بشارت ہے اور آخرت میں بھی۔ خدا کی باتیں بدلتی نہیں۔ یہی تو بڑی کامیابی ہے۔

اللهُمَ جعلنا مِنهُم

ان دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے ولی اُللہ کی تعریف بھی بتا دی اور اُسکے بارے میں صحیح consept بھی بتا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں خاص طور پہ اولیاء کا لفظ استعمال کیا ہے۔ سورۃ یونس کی ایک خاص صفت ہے کہ خبر دار! جان لو، آگاہ ہو جاو کہ بے شک اللہ کے ولی اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ ۔ ہمارے ہاں ولی اللہ کے نام پہ کیا تصور ہے؟

بہت Misconseptions ہیں جو ہمارے ذہنوں میں ہیں انکو بھی دیکھیں گے۔ اور جو صحیح کانسیپٹ ہیں وہ بھی دیکھیں گے۔ سب سے پہلے ہمارے ہاں ولی اللہ کا تصور ہے کہ جسے اللہ ولی بنا دے۔ یہ جی بہت پہنچے ہوئے ہیں۔ جس طرح نبی کریمؐ کی نبوت کے بارے میں ہمارا ایمان ہے کہ نبوت اللہ کی طرف سے ملتی ہے۔ ایسی چیز جو اللہ کی طرف سے ملے اُسے "وحوی" بھی کہتے ہیں۔ 'وحاب' اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا نام بھی ہے۔ جسطرح نبوت اللہ کی طرف سے ملتی ہے اسے کمایا نہیں جا سکتا۔ یعنی ہم جتنی بھی کوشش کر لیں ہم نبی نہیں بن سکتے۔ اور اگر آج کوئی یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ مجھے نبی بنا تو یہ حد سے

بڑھی ہوئی دعا ہے۔ کچھ لوگ سوچتے ہیں کہ جس طرح نبوت وحوی ہے اسی طرح ولائیت بھی وحوی ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ ایک چیز ہوتی ہے "وحوی" یہ God gifted ہوتی ہے۔ دوسرا اُس کا اُلٹ ہوتا ہے "قصبی"۔ قصب سے ہے، کمانا کے معنوں میں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ولی اُللہ چند لوگ ہیں اور ہم نے ان کے ساتھ کچھ علامتیں رکھی ہوتی ہیں۔ مثلاً ولی اللہ کون ہیں جو پانی پہ چل سکتے ہیں، جن کے گلے میں لمبی لمبی مالائیں ہوتی ہیں، اللہُ اللہ کرتے رہتے ہیں۔ جنکے پاس بِن موسم کے پھل ہوتے ہیں اور جو لوگوں کو بٹھا کے رُلاتے اور ہنساتے ہیں تو یہ درست طریقہ نہیں۔ اگر آپ ابو بکر صدیقؓ کو دیکھیں۔ کیونکہ نبی کریمؐ کے بعد وہ اُمت کے پہلے بشر ہیں "صدیق"۔ خیرُ البشر کا نام اُمت میں سے حضرت ابو بکرؓ کا ہے۔ پھر حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ۔ آپ نے اگر انکی سیرت پڑھی ہے تو آپ کے ذہن میں ان صحابہ عشرہ مبشرہ کے بارے میں کیا آتا ہے؟ گلے میں مالا ڈال کے، جُبّے پہن کے، بھنگ پیتے ہوئے نعوذُ باللہ نظر آتے ہیں، یہ غلط تصور ہے۔ وہ تو ہمیں کبھی بدر میں دِکھتے ہیں تو کبھی اُحد میں نظر آتے ہیں۔ تیرہ سال وہ اسلام پھیلاتے رہے، ماریں کھاتے رہے، لوگوں کو آزاد کرتے رہے، اسلام کے راستے بناتے رہے۔

تیسرا misconseption ولی اُللہ کے بارے میں یہ ہے کہ انکا اللہ پہ اتنا ہولڈ ہوتا ہے کہ اللہ انکی بات نہیں موڑتا، یعنی یہ ایک قسم کی اللہ پہ اتھارٹی رکھتے ہیں۔ یہ سب درست نہیں ہے کیونکہ

1۔ ولی اُللہ کوئی دوسری مخلوق نہیں ہے۔ ہر ایک ولی اُللہ بن سکتا ہے۔ نبوت کا دروازہ بند ہے لیکن ولائیت کا دروازہ بند نہیں ہے۔ میں اور آپ اللہ کی طرف آنا چاہتے ہیں تو کوشش کر کے ولی اُللہ بن سکتے ہیں۔

2۔ دوسری بات یہ ہے کہ کرامتیں اور کشف اور دوسری کہانیاں تو اللہ جسکو دینا چاہے۔ بعض دفعہ کافر کے ہاتھوں کشف ہو جاتی ہے۔ کافروں کے ہاتھوں سے کئی کرامتیں ہو جاتی ہیں جو نیک لوگوں سے بھی نہیں ہوتیں۔ تو قرآن نے یہاں اتنی بات کہہ دی کہ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

ہم آج چار یا پانچ طریقے دیکھیں گے ولی اُللہ بننے کے۔ ہم سب ولی اُللہ بننا چاہتے ہیں۔ آپ نے سورۃ بقرہ میں پڑھا آیت 257 اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰۗـــُٔھُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ۗ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٥٧﴾

جو لوگ ایمان لاتے ہیں، اُن کا حامی و مددگار اللہ ہے اور وہ ان کو تاریکیوں سے روشنی میں نکال لاتا ہے اور جو لوگ کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں، اُن کے حامی و مددگار طاغوت ہیں اور وہ انہیں روشنی سے تاریکیوں کی طرف کھینچ لے جاتے ہیں یہ آگ میں جانے والے لوگ ہیں، جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے

اصل ولائیت یہ ہے کہ اللہ جہالت کے اندھیروں سے نکال کے ھدایت کی روشنی میں لے آتا ہے جسے ولی بنانا ہوتا ہے۔ اُسکو اپنے دین کی سمجھ دے دیتا ہے۔ چلتے چلتے انسان کا مقام وہ ہو جاتا ہے جسے حدیثِ جبرائیل میں "اَن تعبُدُ اللہ۔ کہ تم اللہ کی عبادت ایسے کرو جیسے اُسے دیکھ رہے ہو۔ پھر اگر تم اُس کو نہیں دیکھ سکتے۔ تو وہ تو تمہیں دیکھ ہی رہا ہے۔ گویا کہ آپ کہہ سکتے ہیں کہ ھدایت کے سفر سے ولایت کا سفر شروع ہوتا ہے۔ سب سے پہلے وہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ کی دعا پہ چل رہے ہوتے

ہیں۔ الَّذِيْنَ اٰمَنُو ولی اللہ کا اپنا ایمان اللہ پہ ہوتا ہے۔ وہ یہ نہیں کہتے کہ اُنہیں نمازوں کی ضرورت نہیں اور اُنکی بس قبریں بنادو بلکہ کرنا کیا پڑے گا

1۔ اللہ سے شدید محبت کرنی پڑے گی۔ اٹوٹ محبت۔ اللہ سے جذباتی تعلق پیدا کریں ایسی محبت جس کے بیچ میں کوئی دوسرا نہ آئے۔

2۔ اس محبت کو پانے کے لیئے سب سے پہلی چیز فرائض ہیں۔ تقرب بالفرائض۔ اللہ کا قرب پانا ہے تو سب سے پہلے فرائض پہ آیئے۔ جب تک کوئی ولی اُللہ خود پانچ وقت نماز نہیں پڑھتا، روزے نہیں رکھتا وہ ولی اُللہ نہیں ہو سکتا۔

3۔ اللہ کی حدوں کا پامال نہ کرنا۔ یعنی ولی اللہ کا بھی عورتوں سے اُتنا ہی پردہ ہے جتنا اللہ کا حکم ہے۔ بعض دفعہ پیری مُریدی میں یہ پردے ختم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح حلال حرام کا فرق۔ وہ کہتے ہیں نہیں ہمیں جائز ہے۔ ایک وڈیو میں ایک خاتون کسی قبر پہ بیٹھی دعا مانگ رہی تھیں۔ انٹرویو لینے والے شخص نے اس خاتون سے پوچھا "اماں جی آپ ان بزرگ کو تو جانتی ہو نگی۔ کہنے لگیں ہاں جی پڑے پہنچے ہوئے بزرگ تھے۔ ہمارے گاؤں کے ہی تھے۔ اس شخص نے پوچھا کہ نماز تو پڑھتے ہوں گے۔ کہنے لگیں۔ سچی پوچھو تو ہم نے انہیں نماز پڑھتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔ لیکن وہ اللہ والے تھے اُن کو نمازوں کی کیا ضرورت تھی"۔ ایسا نہیں کرنا۔ حدود کی پابندی ضروری ہے۔ کسی کا دنیا میں یہ مقام نہیں ہے کہ وہ کہہ دے کہ میرا دنیا کی ساری عورتوں سے پردہ ہٹ گیا ہے۔ اگر ہٹتا تو محمد ﷺ کا ہٹتا۔ ابو بکرؓ کا ہٹتا۔

3۔ تیسری چیز ہے "تقرب بن النوافل" کثرت سے نوافل پڑھیں۔ انسان جتنے زیادہ نوافل پڑھتا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو قرب پاتا ہے۔ حدیثِ قدسی کا خلاصہ ہے کہ اگر بندہ میری طرف ایک ہاتھ آتا ہے تو میں دس ہاتھ آتا ہوں، اگر بندہ چل کے آتا ہے تو میں بھاگ کے آتا ہوں، پھر وہ میری طرف آتا ہے تو میں اس کے ہاتھ، پاؤں بن جاتا ہوں۔

4 کثرتِ ذکر بھی انسان کو اللہ کا ولی بناتی ہے۔ اُٹھتے، بیٹھتے اللہ کا ذکر کریں۔ سبحان اللہ، الحمدُللہ، اللہُ اکبر پڑھیں، کھانا بناتے ہوئے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھیں۔ بندۂ مومن کا ہر لمحہ اللہ کے ذکر میں گزرتا ہے اور اُسکی پوری زندگی اللہ کے رنگ میں رنگی ہوتی ہے۔

4۔ اطاعت پر دوام۔ یہ نہیں کہ جب بات آسان لگی مان لی، جب مشکل لگی چھوڑ دی۔ مسلسل فرمانبرداری کرنی ہے۔ آپ جتنا اس پہ رہیں گے، آپکو اللہ کا قرب ملے گا۔ ایک حدیث ہے تھوڑی طویل ہے کہ قیامت کے دن اولیاء اکرام کی اقسام بیان کر کے انکو اللہ تعالیٰ کے سامنے لایا جائے گا۔ پہلی قسم والوں میں سے سوال ہو گا، تم لوگوں نے یہ نیکیاں کیوں کیں۔

وہ جواب دیں گے پروردگار تو نے جنت بنائی، انکی نعمتوں کا ذکر کیا تو ہم اس جنت کے شوق میں راتوں کو بیدار رہے اور دنوں کو پیاس اُٹھائی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اچھا تمھارے اعمال جنت کے حصول کے لیئے تھے تو میں تمہیں جنت دیتا ہوں اور یہ میرا خاص فضل ہے کہ تمہیں جہنم سے نجات دیتا ہوں۔ پس وہ اور اس کے ساتھی جنت میں چلے جائیں گے۔ دوسری قسم کے لوگوں سے پوچھا جائے گا کہ تم نے یہ نیکیاں کیوں کیں۔ تو وہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ تو نے جہنم بنائی اور پھر وہ جہنم کی تمام ہولناکیوں کا ذکر کریں گے۔ پس میں راتوں کو جاگتا رہا، دن کو بھوکا پیاسا رہا۔ صرف اس جہنم سے ڈر کر تو اللہ سبحانہ و

تعالیٰ فرمائیں گے میں نے تجھے اس جہنم سے آزاد کیا اور تجھ پر میرا خاص فضل ہے کہ تجھے اپنی جنت میں لے جاتا ہوں پس وہ اور اُس کے ساتھی جنت میں چلے جائیں گے۔ پھر ایک اور قسم کے لوگوں کو لایا جا ئے گا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان سے پوچھیں گے کہ تم نے یہ نیکیاں کیوں کیں۔ تو وہ جواب دے گا کہ صرف تیری محبت اور شوق میں۔ تیری عزت کی قسم کہ میں راتوں کو تیری عبادت میں جاگتا رہا اور دنوں میں روزے رکھ کر بھوک پیاس سہتا رہا۔ یہ سب صرف تیرے شوق اور تیری محبت کے لیئے تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے یہ اعمال صرف میری محبت اور شوق میں کیے تو لے اب میرا دیدار کر لے۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ اُسے اور اسکے ساتھیوں کو اپنا دیدار کرائے گا۔ فرمائے گا دیکھ لے یہ میں ہوں۔ یہ میرا خاص فضل ہے کہ تمہیں جہنم سے بچاتا ہوں اور جنت میں پہنچاتا رہوں۔ میرے فرشتے تمہارے پاس پہنچتے رہیں گے، میں خود بھی تم پہ سلام کہتا رہوں گا۔ پس وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ جنت میں چلا جائے گا۔

ہماری منزل جنت نہیں بلکہ اللہ کی رضا ہے۔ اللہ کی رضاء پالی تو جنت بھی مل جائے گی۔ تو اللہ اپنی شان کے مطابق سونے کی کرسیوں پہ بٹھادے یا چاندی کی۔ یہ اُسکی مرضی ہے۔ جنت اللہ سے ملاقات کا مقام ہے۔ سورۃ سجدہ میں ہے کہ "اللہ کو پُکارتے ہیں خوف سے بھی اور طمع سے بھی" تو یہ ساری چیزیں کر کے تقویٰ کا دامن نہیں چھوڑنا۔ اور تقویٰ کیا ہے ہم سورۃ مائدہ کی آیت 93 میں تقویٰ کے تمام مراحل پڑھ چکے ہیں۔ آخری منزل احسان ہے۔ انسان تقویٰ کی سیڑھیاں چڑھتا ہوا احسان کے درجے پہ پہنچتا ہے کہ پھر اُسے اللہ دِکھتا ہے۔ پھر ملتا کیا ہے لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ۔ اب یہ الْبُشْرٰى کیا ہے اسکو بھی سمجھ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ کیا خوشخبریاں دیتا ہے۔

1۔سب سے پہلی 'بُشریٰ' کیا ہے کہ مزید نیکیاں ملنے کی توفیق مل جاتی ہے۔اللھمّ جعلنا منھم

اگر نیکیوں کا اکاوئنٹ بند ہو جائے تو فکر کر لیں کہ اللہ نے ولائیت سے نام کاٹ دیا ہے کہ فرشتو اس کو اب کوئی کام نہ دینا۔

2۔دنیا میں اچھی شہرت ہو جاتی ہے۔ابو ذر غفاری نے اللہ کے نبیؐ سے پوچھا کہ آپؐ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں کو نیکی کا کام صرف اللہ کی خاطر کرتا ہے لیکن لوگوں کی زبان پہ اُسکا نام آجاتا ہے۔تو اللہ کے نبیؐ نے فرمایا۔یہ تو مومن کے لیئے نقد بشارت ہے۔یہ ہے بُشریٰ۔

اگر آج کے علماء سے لوگ محبت کرتے ہیں تو یہ اُنھوں نے تو نہیں کہا کہ ہم سے محبت کرو۔دین کی بنیاد پر دعائیں ملتی ہیں۔

3۔سچے خواب بھی 'بشریٰ' کی ایک قسم ہے۔اس بارے میں چند روایات

اولیاء اللہ وہ ہیں جن کے دلوں میں ایمان اور یقین ہو گا، جنکا ظاہر تقویٰ اور پرہیز گاری میں ڈوبا ہو گا۔ جتنا تقویٰ ہو گا اُتنی ہی ولائیت ہو گی۔ایسے لوگ نڈر اور بے خوف ہیں۔قیامت کے دن کی وحشت سے دور ہیں، کبھی غم اور رنج سے آشنا نہیں ہونگے۔اگر کوئی کام ان سے چھُوٹ جائے تو کوئی حسرت نہیں۔امام ابنِ تیمیہ کو قید میں ڈال دیا تو ہنس کے کہتے ہیں میری جنت میرے اندر ہے مجھے قید میں ڈال دو میں وہاں بھی خوش ہوں۔حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا تو کہتے ہیں آگ والے دن میری زندگی کے بہترین دن ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباس سے روائیت ہے کہ اولیاء اللہ وہ ہیں جن کا چہرہ دیکھنے سے اللہ یاد آجائے۔

ایک روایت میں آتا ہے نبی کریمؐ نے فرمایا کہ اللہ کے بعض بندے ایسے بھی ہیں جن پہ انبیاء اور شہداء بھی رشک کریں گے۔ لوگوں نے پوچھا اللہ کے نبی وہ کون لوگ ہیں ہمیں بھی بتایئے تا کہ ہم بھی ان سے محبت رکھیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں کسی مالی فائدے کے لیئے نہیں، رشتہ داری اور نسب کی وجہ سے نہیں صرف اللہ کے دین کی وجہ سے ان کے چہرے نورانی ہونگے۔ یہ نور کے منبروں پہ ہونگے، سب کو ڈر اور خوف ہو گا لیکن یہ بالکل بے خوف اور بے ڈر ہونگے۔ جب لوگ غم زدہ ہونگے تو یہ بے غم ہونگے۔ اسکے بعد آپؐ نے یہ آیت تلاوت کی۔ یہ ابو داود کی روایت ہے۔

آج انسانیت دکھ اور ڈپریشن کا شکار ہے۔ دین کے ساتھ دل خوشی سے بلیوں اُچھلتا ہے۔ ہر دن آپکا دل کرے گا شادی والے کپڑے پہنوں اور کیوں نہ پہنوں کہ میرے خوشیوں کے دن ہیں۔ یہ کونسی خوشیاں ہیں۔ وہ روتے دھوتے نہیں دِکھتے کہ اب دین والے ہو گئے تو دُکھی ہو گئے بلکہ جتنا دین والے کو خوش اور صاف سُتھرا رہنے کا حق ہے اتنا اور کسی کو نہیں ہے۔ کیونکہ اندر کی خوشی چہرے پہ آتی ہے۔

مسند احمد کی روایت ہے کہ دور دراز کے رہنے والے خاندانوں اور برادریوں سے الگ شدہ لوگ جن کی قوم اور برادری نہیں وہ محض اللہ کی رضاء حاصل کرنے کے لیئے ایک ہو گئے ہونگے اور آپس میں میل ملاپ، محبت، دوستی اور بھائی چارہ رکھتے ہونگے، دین میں سب ایک ہونگے ان کے لیئے قیامت کے دن اللہ نورانی منبر بچھادے گا۔ وہ ان پر عزت سے تشریف رکھیں گے۔ سب پریشان ہونگے لیکن یہ اطمینان سے ہونگے۔ یہ ہیں وہ لوگ جو اللہ کے ولی ہیں اور انکو کوئی غم نہیں ہو گا۔

بندہ کسی کو محبت نہیں دے سکتا یہ اللہ کرتا ہے۔ خوابوں کے بارے میں احادیث سن لیجیئے۔

مسند احمد کی روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے بشارتوں کی تفسیر بیان فرمائی کہ یہ نیک خواب ہیں جسے مسلمان دیکھے یا اوروں کو دکھائے جائیں۔ کبھی کوئی آپ کے لیئے خواب دیکھ لیتا ہے یا کبھی آپ کسی کے لیئے دیکھ لیتے ہیں۔ حضرت ابو دردہؓ سے سوال ہوا تو کہا کہ تم نے آج مجھ سے جو بات پوچھی آج سے پہلے کسی نے نہیں پوچھی سوائے اُس شخص کے جس نے نبی کریمؐ سے یہ بات پوچھی اور آپؐ نے جواب دیا۔۔ روایت میں آتا ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت نے سوال کیا تھا اور وہ کیا ہے کہ آخرت کی بشارت تو جنت ہے دنیا کی بشارت کیا ہے تو کہا کہ یہ نیک خواب جو بندہ دیکھے یا اوروں کو دکھائے جائیں۔ یہ نبوت کا چالیسواں یا سترواں حصہ ہیں۔ یعنی نبوت تو نہیں ملے گی لیکن اگر اسکے چالیس حصے کیے جائیں تو ایک حصہ سچے خواب ہیں۔

ابو ذر غفاری نے اللہ کے نبیؐ سے پوچھا کہ انسان نیکیاں کرتا ہے پھر لوگوں میں اسکے تعریف ہوتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہی دنیاوی بشارت ہے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے۔

دنیا کی بشارت نیک خواب ہیں جن سے مومن کو خوشخبری سُنائی جاتی ہے۔ نبوت کا 40 واں حصہ ہے۔

اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ نبوت جاتی رہی۔ خوشخبریاں رہ گئیں۔

ان آیتوں کو پڑھنے یا پڑھانے کے بعد جو تڑپ لگ جاتی ہے وہ 'حٰم سجدہ' کی آیتوں میں ہے۔ اسکا ذکر یہاں ہے کہ موت کے بعد فرشتے جو خوشخبریاں دیتے ہیں وہ بُشریٰ ہے۔ عمل کے راستے سے ولایت ملتی ہے۔ کرامتوں اور کشف سے نہیں ملتی۔ حضرت براء کی روایت ہے کہ مومن کی موت کے

نورانی، سفید، اُجلے چہرے والے فرشتے اسکے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چل اے پاک روح، چل تروتازگی، خوشبو اور بھلائی کی طرف چل۔ تیرے پالنے والے کی طرف سے جو کبھی تجھ سے خفا نہیں ہو گا۔ اس بشارت کو سن کر اس کے منہ سے اتنی آسانی اور شوق سے نکلتی ہے جیسے مشک کے منہ سے پانی کا قطرہ نکلے یہ ہے 'بشریٰ'۔ مومن کی موت بڑی خوبصورت ہوتی ہے۔ خوشیاں مناتی، اُچھلتی ہوئی روح اس کے منہ سے نکل جاتی ہے کہ مجھے اللہ کی طرف جانا ہے۔ اسی طرح جب جان نکلتی ہے تو اِدھر اُدھر سے فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی وہ دن ہے جسکا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس میں کر دے۔ آمین

کرامات کے بارے میں کیا حکم ہے اور یہ کیا ہوتی ہے؟ تو کرامت 'کرم' سے ہے۔ کرم صرف اللہ کا ہوتا ہے۔ "الکریم" اللہ کی ذات ہے۔ نبیوں کو معجزے ملتے ہیں لیکن وہ اپنی مرضی سے معجزے نہیں دکھاسکتے۔ جس طرح نبی کو معجزہ ملتا ہے اسی طرح انسان کو کرامت مل سکتی ہے لیکن کرامت کے لیئے کوئی شرط نہیں کہ بندہ مومن بھی ہو۔ مومن، کافر، عام شخص کو بھی کرامت مل سکتی ہے۔

حضرت مریم کے بارے میں ہم نے سورۃ آلِ عمران میں پڑھا تھا کہ اُنکے پاس بن موسم کے پھل آ جاتے تھے۔ اسی طرح حضرت عمرؓ جب مدینہ میں تھے تو آپ نے شام میں فوجیں بھیجی ہوئی تھیں۔ آپ نوٹ کریں کہ شام کتنی دور ہے۔ آج بھی گھنٹوں کا سفر ہے۔ آپ مدینہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک دم اللہ تعالیٰ نے ملک شام میں جو فوجوں کی لڑائی ہو رہی تھی، اسکا منظر انکی آنکھوں کے سامنے کر دیا۔ اور اُنہوں نے دیکھا کہ مسلمان فوج گھیر لی گئی ہے اور مسلمانوں کو شکست ہو رہی ہے۔ یہ منظر اللہ نے حضرت عمرؓ کو دکھایا۔ اور حضرت عمرؓ نے پکارا۔ اُدھر آج کا کوئی جدید نظام نہیں تھا۔ اسلامی

فوج کے سپہ سالار کو حضرت عمرؓ کے الفاظ سُنائی دیئے۔ اللہ پر توکل کرنا سیکھیں۔ اُنہیں وہاں آواز سنائی دی۔ انہوں نے حضرت عمرؓ کی ہدائیت پہ عمل کیا اور مسلمان جیت گئے۔ جب واپس آئے تو حضرت عمر نے اپنا اور سپہ سالار نے اپنا واقع سنایا۔ یہ کرامات ہیں۔ اللہ جس کے ساتھ چاہے کر دے۔

اسی طرح امام بخاری نابینا تھے۔ ماں کی دعاؤں سے وہ آنکھیں ملیں کہ چاند کی روشنی میں بیٹھ کے کتابوں کی شرح لکھتے تھے اور پھر حدیث لکھی۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر، اتنے لمبے چوڑے تھے کہ شائد دروازے سے بھی نہ گزر سکیں۔ جب پیدا ہوئے تو سوکڑے کے مریض تھے۔ انکی والدہ کو کسی نے کہا کہ فلاں باباجی کے پاس جائیں وہ اس بیماری کا علاج کرتے ہیں۔ اُنہوں نے گڑگڑا کے اللہ سے دعائیں مانگیں کہ اے اللہ آج لوگ مجھے غیر کے دَر پہ جانے کا کہہ رہے ہیں۔ اللہ نے ماں کی دعا سُنی اور وہ صحت یاب ہو گئے۔ ہمیشہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے شہر مدینہ میں شہادت کی موت آئے۔ لوگ ہنستے تھے کہ اب تو جنگوں کا زمانہ نہیں تو شہادت کہاں سے آئے گی۔ لاہور بم دھماکے میں انکی ٹانگ زخمی ہوئی، سعودی حکومت نے طیارہ بھیجا، اور مدینہ ہسپتال میں انتقال کر گئے۔ جنت البقیع میں دفن ہیں۔

تو دعا کریں کہ اللہ ہمیں صحیح ولی بنا دے۔ بشارتیں ملیں گی تو انشاءاللہ ہم اللہ سے اچھے کام کروانے والے بھی بنیں گے۔